فضائل ومسائلِ زکوٰۃ

و

استقبالِ رمضان

یکم اپریل،2022ء

مرکزی دفتر: جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429
alnizamia7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَمَاۤ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا لِّیَرۡبُوَا۠ فِیۡۤ اَمۡوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرۡبُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ وَمَاۤ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ زَکٰوۃٍ تُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُضۡعِفُوۡنَ. [الروم39:30]

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جنھیں شمار کرنا ممکن نہیں۔ پھر ربّ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اگر بندہ اُس کی عطا کردہ نعمتوں پر اُس کا شکر ادا کرے تو وہ اپنی رِضا سے بھی نوازتا ہے اور مزید نعمتیں بھی عطا فرماتا ہے، لیکن اگر انسان نالائقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ناشکری کرے تو وہ ناراض بھی ہوتا ہے اور نعمتوں میں بھی کمی ہونے لگتی ہے۔

کسی بھی نعمت کے شکر کا بہترین طریقہ وہی ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے یا اُس کے حکم سے اُس کے حبیب ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے، ظاہر ہے کہ انسان کا اپنا ایجاد کیا ہوا کوئی بھی طریقہ اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے طریقہ کے ہمسر نہیں ہو سکتا۔

مالی نعمتوں کے شکر کے لیے ربّ تعالیٰ نے ہمیں یہ طریقہ سکھایا، بلکہ لازم فرمایا ہے کہ ہم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں، یہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال پر اُس کا بہترین شکر ہے۔

جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے، ربّ تعالیٰ اپنے دَستور کے مطابق اُسے اپنی رِضا سے بھی نوازتا ہے اور نعمتوں میں اِضافہ بھی فرمادیتا ہے، لیکن اگر بندہ زکوٰۃ ادا کرنے میں سستی کرے تو نہ صرف مالک کی ناراضی کا سامنا کرتا ہے، بلکہ نعمتوں سے محرومی کا سلسلہ بھی شروع ہوجاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَاۤ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا لِّیَرۡبُوَا۠ فِیۡۤ اَمۡوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرۡبُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ وَمَاۤ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ زَکٰوۃٍ تُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُضۡعِفُوۡنَ. یعنی "اور تم جو مال سود لینے کے لیے دیتے ہو؛ تاکہ وہ لوگوں کے مالوں میں (شامل ہوکر) بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا چاہتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہو تو وہی لوگ (اپنے مال) بڑھانے والے ہیں۔"[(1)] [الروم39:30]

رمضان المبارک کی آمد بالکل قریب ہے، بے شمار مسلمان اِس ماہِ مبارک میں دیگر اُمورِ خیر کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں۔

چنانچہ آج زکوٰۃ کے فضائل و مسائل کے ساتھ ساتھ استقبالِ رمضان کے حوالے سے کچھ باتوں کا ذکر ہوگا۔

---

[1] ایک تفسیر کے مطابق اِس آیت کریمہ میں زیادہ وصول کرنے کے لیے نیوتا (شادی بیاہ کے موقع پر دی جانے والی رقم) دینے کی ممانعت ہے۔ مزید وضاحت کے لیے لنک پر کلک کریں: https://www.dawateislami.net/magazine/ur/darul-ifta-ahle-sunnat/rasmo-riwaj

زکوٰۃ سے مال میں اضافہ

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں وعدہ فرمایا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں اِضافہ ہوتا ہے اور برکت نصیب ہوتی ہے۔
کبھی یہ اِضافہ محسوس ہوتا ہے، یعنی انسان کو نظر آتا ہے کہ مال بڑھ رہا ہے... اور کبھی ظاہری طور پر اِضافہ محسوس نہیں ہوتا، یعنی بظاہر تو مال بڑھتا ہوا نظر نہیں آتا، مگر ایسی برکت ضرور ہوتی ہے جو زیادہ مال سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

مال میں اِضافہ کی مثال: نبیِ کریم ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملکِ یمن کی ذمہ داری عطا فرمائی، آپ ﷺ کے وصالِ اقدس کے بعد خلفائے راشدین علیہم الرضوان کی طرف سے بھی وہ اِس ذمہ داری پر مامور رہے۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اُنھوں نے یمنی مسلمانوں سے وصول ہونے والے صدقات وغیرہ کا ایک تہائی (1/3، یعنی 33.3٪) مدینہ منوّرہ میں بھیج دیا۔ جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنھیں پیغام بھیجا: لَمْ أَبْعَثْكَ جَابِيًا وَلَا آخِذَ جِزْيَةٍ، لٰكِنْ بَعَثْتُكَ لِتَأْخُذَ مِنْ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ، فَتَرُدَّ عَلٰى فُقَرَاءِهِمْ۔ یعنی مَیں نے تمھیں اِس لیے مقرر نہیں کیا کہ تم زکوٰۃ اور جزیہ[1] جمع کر کے دارالخلافہ (مدینہ منوّرہ) میں بھیجو، بلکہ مَیں نے تمھیں اِس لیے مقرر کیا ہے کہ مال داروں سے زکوٰۃ وغیرہ وصول کر کے وہیں کے فقیروں پر خرچ کر دو۔ سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: مَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ بِشَيْءٍ وَأَنَا أَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهُ مِنِّي۔ مَیں نے جو مال آپ کی طرف بھیجا ہے یہاں اِسے وصول کرنے والا ہے ہی کوئی نہیں۔

آئندہ سال سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن سے وصول ہونے والے صدقات کا آدھا حصہ مدینہ شریف بھیجا تو جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر وہی حکم دیا، اُنھوں نے جواباً وہی بات عرض کی کہ یہاں وصول کرنے والا کوئی نہیں۔

تیسرے سال سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام یمنی صدقات مدینہ منوّرہ بھیج دیے، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی حکم دیا کہ یہ صدقات یمنی فقیروں پر ہی خرچ کرو، تو سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: مَا وَجَدْتُّ أَحَدًا يَأْخُذُ مِنِّي شَيْئًا۔ مَیں نے تمام تر صدقات کو آپ کی طرف اِس لیے بھیجا ہے کہ مجھے یہاں کوئی ایک بھی صدقہ وصول کرنے والا نہیں ملا۔

(المُغنی لابن قُدامۃ، ج:2، ص:502، مکتبۃ القاہرہ)

نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی برکتوں اور رحمتوں کی ایسی کئی مثالیں اسلامی تاریخ میں موجود ہیں۔

---

[1] قرآنی حکم کے مطابق مسلم ریاست میں رہنے والے کفار سے جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اُسے جِزْیہ کہتے ہیں۔

زکوٰۃ ادانہ کرنے سے مال کی ہلاکت: سیدنا عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: فلاں شخص کا مال تباہ ہوگیا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «مَا تَلِفَ مَالٌ فِيْ بَحْرٍ وَلَا بَرٍّ إِلَّا بِمَنْعِ الزَّكٰوةِ، فَحَرِّزُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ، وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَادْفَعُوْا عَنْكُمْ طَوَارِقَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ، فَإِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، مَا نَزَلَ يَكْشِفُهُ وَمَا لَمْ يَنْزِلْ يَحْبِسُهُ.» یعنی ”کہیں بھی مال تباہ ہو وہ زکوٰۃ ادانہ کرنے کی وجہ سے ہی تباہ ہوتا ہے، لہٰذا زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مالوں کو محفوظ کرو، اور (نفلی) صدقہ دے کر اپنے بیماروں کا علاج کرو (ربّ تعالیٰ علاج سے شفا دیتا ہے تو صدقہ کی برکت سے شفا کیوں نہیں عطا فرمائے گا)، اور دُعا کے ذریعے راتوں کو اُترنے والی بلاؤں سے اپنا بچاؤ کرو، بے شک دُعا اُن مصیبتوں میں بھی فائدہ دیتی ہے جو آچکی ہیں اور اُن میں بھی جو ابھی نہیں آئیں، جو آچکی ہیں وہ دُعا سے دُور ہو جاتی ہیں اور جو نہیں اُتریں وہ دُعا کی برکت سے رُک جاتی ہیں۔ (الدعاللطبرانی، حدیث:34، مسند الشامیین للطبرانی، حدیث:18)

مسائلِ زکوٰۃ

مسلمان اپنے دین کی تکمیل کے لیے جن باتوں کا محتاج ہے اُن کا علم حاصل کرنا اُس پر فرض ہے... درست عقائد، ارکانِ اسلام کے ضروری مسائل، دل سے متعلق ضروری احکام اور اپنے شعبہ سے متعلق شرعی احکام وغیرہ... اِن سب چیزوں کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مال دار کے لیے زکوٰۃ کے مسائل کا علم اور اِسی طرح تاجر کے لیے تجارت کے مسائل کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج:23، ص:623، 624۔ بہار شریعت، ج3(ب)، ص:1035، ملخصًا)

ہر مال دار شخص پر زکوٰۃ سے متعلق کم از کم پانچ سوالات کا جواب سیکھنا فرض ہے: 1) زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟ 2) کون سے اموال کی زکوٰۃ فرض ہے؟ 3) کب فرض ہوتی ہے؟ 4) کتنی مقدار ادا کرنا فرض ہے؟ 5) کس کو ادا کرنی ہے؟

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

وہ سمجھ دار بالغ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی [1] اور قرض کے علاوہ 52.5 تولے (612.36 گرام) چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی (Cash) یا سامانِ تجارت وغیرہ کا مکمل طور پر مالک (Owner) ہو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے

---

[1] جن چیزوں کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے، جیسے رہائش کا گھر، استعمال کا لباس اور ضرورت کی سواری۔

روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: فَإِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ...

"جب تیرے پاس (چاندی کے) دوسو درہم ہوں اور اُن پر سال گزر جائے تو اُن میں پانچ درہم زکوٰۃ ہے۔" (ابوداود:1575)

نوٹ: اسٹیٹ بنک آف پاکستان نے 2022ء کے لیے زکوٰۃ کا نصاب 88 ہزار 927 روپے مقرر کیا ہے۔[1]

نصاب میں سونے کا اعتبار ہوگا یا چاندی کا؟ جو شخص سونے کے علاوہ کسی بھی چیز کا مالک نہ ہو، اُس پر سونے کی زکوٰۃ تب فرض ہوگی جب اُس کا وزن 7.5 تولہ یا اِس سے زیادہ ہو، البتہ اگر سونے کے ساتھ چاندی / کرنسی یا دیگر چیزیں موجود ہوں تو سونے اور دیگر تمام چیزوں کی مالیت کو جمع کیا جائے گا، مجموعہ 612 گرام چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ فرض ہے۔

فرضیت معلوم کرنے کا طریقہ: بنیادی ضروریاتِ زندگی کے علاوہ جن چیزوں کے آپ مالک ہیں، مثلاً نقدی [Cash]، سونا چاندی کی قیمت، سامانِ تجارت کی قیمت اور لوگوں کو دیا ہوا قرض[2]، انشورنس کی جمع کرائی ہوئی رقم[3]، ایڈوانس، کمیٹی کی جمع کرائی ہوئی قسطیں وغیرہ، اِن سب کو جمع کریں، پھر اِس سے قرض[4] کو مِنہا (Minus) کردیں، اگر باقی رقم مذکورہ بالا نصاب کے برابر یا زیادہ ہو تو زکوٰۃ فرض ہے۔

دورانِ سال نصاب میں کمی کا حکم دورانِ سال اگر مال نصاب سے کم ہو جائے، مگر سال کے شروع اور آخر میں نصاب کی مقدار پوری ہو تو زکوٰۃ فرض ہے، البتہ اگر دورانِ سال تمام مال ہلاک ہو جائے تو جب دوبارہ نصاب کی مقدار مال حاصل ہوگا اُس تاریخ سے نیا سال شمار کیا جائے گا۔

خواتین پر زکوٰۃ: عورت مالکِ نصاب ہو تو اُس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آبا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں دو خواتین حاضر ہوئیں، اُنھوں نے سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "کیا تم اِس سونے کی زکوٰۃ دیتی ہو؟" اُنھوں نے کہا: نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: أَتُحِبَّانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟ "کیا تم گوارا

---

[1] 31 مارچ، 2022ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 1550 روپے فی تولہ ہے، اِس حساب سے نصاب تقریباً 81000 روپے ہے۔

[2] حساب کی آسانی اِسی میں ہے کہ جو قرض لوگوں کو دیا ہوا ہے اُس کی زکوٰۃ سال بہ سال ادا کرتا رہے۔ (دیکھیے فتاوی رضویہ، 10/133، بہارِ شریعت 1/906)

[3] اگرچہ انشورنش کرانا شرعی طور پر ناجائز ہے۔

[4] مسئلہ: جو قرض زکوٰۃ لازم ہونے کے بعد لیا ہو اُسے نصاب سے مِنہا (Minus) نہیں کیا جائے گا۔

مسئلہ: طویل المیعاد (Long Term) دَین... جسے فوری طور پر ادا نہیں کرنا (مثلاً کوئی سامان اُدھار پر لیا اور اُس کے ثمن کی کچھ قسطیں ابھی ادا کرنی ہیں)، اُس کی زکوٰۃ فرض ہے۔ مزید کے لیے لنک پر کلک کیجیے: https://daruliftaahlesunnat.net/ur/maqrooz-par-zakat-ka-hukum-14461

کروگی کہ اللہ تعالیٰ اِن کے عوض تمھیں آگ کے دو کنگن پہنائے؟" اُنھوں نے کہا: نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: فَأَدِّيَا زَكٰوتَهٗ۔ "تو پھر اِس کی زکوٰۃ ادا کرو"۔ (جامع ترمذی، حدیث:637)

نوٹ: جن چیزوں کی مالک بیوی ہے شوہر پر بیوی کی طرف سے اُن کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں، البتہ شوہر پر یہ لازم ہے کہ ہر ممکن طریقہ سے اپنی اہلیہ کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دے۔ (فتاوی رضویہ، ج:10، ص:132، 133، ملخصًا) تاہم اگر شوہر بیوی کی اِجازت سے اُس پر لازم ہونے والی زکوٰۃ ادا کرے تو ادا ہو جائے گی۔

کون سے اموال کی زکوٰۃ فرض ہے؟

شرعی ضابطہ ہے کہ زکوٰۃ صرف اُس مال کی فرض ہے جو بڑھنے والا (نامی) ہے۔ ہمارے پاس عموماً جو اموال موجود ہوتے ہیں شریعت نے اُن میں سے صرف تین قسم کے مالوں کو بڑھنے والا قرار دیا ہے[1]:

1) نقدی (Cash) بشمول پرائز بانڈ، چیک وغیرہ۔[2]

---

[1] سال کا اکثر حصہ بغیر اخراجات کے چرنے والے جانوروں (سائمہ) کی زکوٰۃ اور زمین کی پیداوار کے عُشر کے مسائل یہاں مذکور نہیں ہیں۔ اِن کے مسائل بہارِ شریعت سے ملاحظہ کیے جائیں۔

[2] ایک شخص نے (ادائے دین کے علاوہ) آئندہ پیش آنے والی کسی بنیادی ضرورت / حاجتِ اصلیّہ کے لیے رقم جمع کی اور اُسے استعمال کرنے سے پہلے سال پورا ہو گیا تو اُس رقم کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے، تاہم اگر سال پورا ہونے کے دن سے پہلے وہ رقم خرچ ہو چکی یا سال پورا ہونے کے دن وہ بنیادی ضرورت موجود ہے تو اُس رقم کی زکوٰۃ فرض نہیں۔ (بہارِ شریعت، ج:1 (ب)، ص:881) فی ردّ المحتار: إِذَا أَمْسَكَهٗ لِيُنْفِقَ مِنْهُ كُلَّ مَا يَحْتَاجُهٗ فَحَالَ الْحَوْلُ، وَقَدْ بَقِيَ مَعَهٗ مِنْهُ نِصَابٌ فَإِنَّهٗ يُزَكِّيْ ذٰلِكَ الْبَاقِيَ، وَإِنْ كَانَ قَصْدُهُ الْإِنْفَاقَ مِنْهُ أَيْضًا فِي الْمُسْتَقْبَلِ لِعَدَمِ اسْتِحْقَاقِ صَرْفِهٖ إِلٰى حَوَائِجِهِ الْأَصْلِيَّةِ وَقْتَ حَوَلَانِ الْحَوْلِ، بِخِلَافِ مَا إِذَا حَالَ الْحَوْلُ وَهُوَ مُسْتَحَقُّ الصَّرْفِ إِلَيْهَا۔ (ردّالمحتار، ج:3، ص:218)

مسئلہ: مکان بنانے کے لیے جو رقم جمع کر رکھی ہو اُس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (فتاوی اہلِ سنت، ص:99، ملخصًا)

مسئلہ: زیارتِ حرمَین شریفَین کے لیے جمع کی ہوئی رقم پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج:10، ص:140، ملخصًا)

مسئلہ: حج کے لیے رقم جمع کروا رکھی ہو اور نام فائنل ہونے سے پہلے سال پورا ہو جائے تو اِس رقم کی زکوٰۃ لازم ہے، اور نصاب کا 1/5 وصول ہونے پر ادائیگی فرض ہو گی۔ نام فائنل ہونے کے بعد سال پورا ہو تو لازم نہیں۔ (فتاوی اہلِ سنت، ص:170، ملخصًا)

مسئلہ: بچی کی شادی کے لیے جمع کیا جانے والا سونا اور رقم عموماً والدین کی ملکیت میں ہوتے ہیں، اِس لیے دیگر شرائط پائے جانے کی صورت میں اِن کی زکوٰۃ فرض ہے۔ (فتاوی اہلِ سنت، ص:107) البتہ نابالغ بچی کو مالک بنا دیا تو جب تک وہ بالغ نہ ہو اِن زکوٰۃ کی لازم نہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج:10، ص:144، 145 ملخصًا)

2) سونا اور چاندی خواہ وہ کسی بھی ہیئت وصورت (Form, Shape) میں ہوں، زیرِ استعمال ہوں یا فروخت کے لیے یا ویسے محفوظ کر رکھے ہوں۔[1] ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. "وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیجیے۔" [التوبہ 9:34]

3) وہ چیز (سامان / اشیا / پراپرٹی) جسے تجارت (Trading) کے لیے خریدا ہو۔ سیدنا سمرہ بن جُندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِيْ نُعِدُّ لِلْبَيْعِ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تجارت کے لیے مہیا کی گئی اشیا کی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرماتے۔ (سنن ابوداود، حدیث: 1564)

سامانِ تجارت سے متعلق وضاحت: ☆ جو چیز بیچنے کے لیے نہیں خریدی، اُس کی زکوٰۃ فرض نہیں، مثلاً: جامد اثاثہ جات (پراپرٹی، مشینری، اوزار وغیرہ) اور اسٹور (Store) میں پڑی فالتو چیزیں۔ (بہار شریعت: 1/883)

☆ جس چیز کو خریدتے وقت بیچنے کی نیت نہیں تھی، بعد میں بیچنے کا اِرادہ کیا اُس کی زکوٰۃ لازم نہیں۔

☆ جو پراپرٹی یا کوئی اور چیز کرایہ پر دے رکھی ہے، اُس کی مالیّت (قیمت) کی زکوٰۃ فرض نہیں، سال پورا ہونے کی تاریخ میں اُس کا جتنا کرایہ موجود ہو گا اُسے باقی اموالِ زکوٰۃ کے ساتھ ملایا جائے گا، نصاب مکمل ہونے کی صورت میں سب کی زکوٰۃ لازم ہے۔

زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جس تاریخ کو کوئی شخص نصاب کا مالک بنے، چاند کے حساب سے ایک سال بعد اُسی تاریخ کو اگر وہ نصاب کا مالک ہے تو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:10، ص:202) اور اب ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے۔ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا زَكَاةَ فِيْ مَالٍ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ۔ "جب تک مال پر ایک سال نہ گزرے اُس کی زکوٰۃ فرض نہیں۔" (سنن ابن ماجہ، حدیث: 1792)

کیا زکوٰۃ رمضان میں فرض ہوتی ہے؟ اگر رمضان کریم سے پہلے کسی مہینے میں زکوٰۃ فرض ہو، مثلاً کوئی شخص پہلی بار 15 شعبان، 1442ھ کو نصاب کا مالک ہوا، اِس کا سال 15 شعبان 1443ھ کو مکمل ہو گا، تو ایسے شخص کو رمضان آنے تک زکوٰۃ کی

---

[1] جو زیور گروی رکھا ہوا ہے اُس کی زکوٰۃ فرض نہیں، نہ گروی رکھنے والے پر نہ لینے والے پر، نہ اب نہ بعد میں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:10، ص:146، ملخصًا)

ادائیگی کو مؤخر کرنا جائز نہیں، بلکہ 15 شعبان کو ہی زکوۃ ادا کرے۔ اگر یہ رمضان مبارک کی فضیلت حاصل کرنا چاہے تو اُس میں آئندہ سال کی زکوۃ پیشگی طور پر اِس رمضان میں ادا کر سکتا ہے۔

☆ اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ وہ سال بھر وقتاً فوقتاً شرعی فقرا کو زکوۃ کے مال سے دیتا رہے تو اِس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ زکوۃ کی نیت سے آئندہ سال کی زکوۃ پیشگی طور پر دیتا رہے اور سال مکمل ہونے پر جتنا دے چکا اُس کا حساب کرلے۔ اگر زکوۃ اُتنی ہی بنتی ہو جتنی دے چکا ہے تو فریضہ ادا ہو چکا، زیادہ دے چکا ہے تو اِضافہ کو آئندہ سال کی زکوۃ میں شمار کر سکتا ہے، کم دیا ہے تو بقیہ زکوۃ کو سال پورا ہونے کی تاریخ میں ادا کردے۔ مولی المسلمین سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اِنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِيْ تَعْجِيْلِ صَدَقَتِهٖ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ، فَرَخَّصَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا محترم سیدنا عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ ﷺ سے زکوۃ فرض ہونے سے قبل ہی اُسے ادا کرنے کی اِجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اُنھیں رخصت واِجازت عطا کی۔ (جامع ترمذی، حدیث:678)

ہر مال کا الگ سال نہیں: مختلف اوقات میں حاصل ہونے والے سونا، چاندی، نقدی اور سامانِ تجارت پر الگ الگ سال گزرنا ضروری نہیں۔ سال پورا ہونے کے دن مالکِ نصاب کے پاس جتنا مالِ زکوۃ موجود ہو تمام کی زکوۃ ادا کرے گا۔

(بہار شریعت، ج:1، ص:884، ملخصًا)

زکوۃ کتنی ادا کرنا فرض ہے؟

ہر قسم کے مال سے 1/40، یعنی 2.5٪ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔ مثلاً ایک لاکھ روپے کی زکوۃ اڑھائی ہزار روپے ہے۔

مولی المسلمین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَهَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا... ”چاندی کی زکوۃ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم ادا کرو۔“ (جامع ترمذی، حدیث:620)

مقدارِ زکوۃ سے متعلق اہم وضاحت: ☆ زکوۃ ادا کرنے میں سامان کی قیمتِ خرید کا اعتبار نہیں، بلکہ جس جگہ مالِ زکوۃ موجود ہے اُس جگہ کے مارکیٹ ریٹ کا 2.5٪ ادا کرنا لازم ہے۔

(بہار شریعت، ج:1(الف)1، ص:908۔ فتاوی رضویہ، ج:10، ص:133، ملخصا)

☆ تھوک (Wholesale) کے تاجروں پر تھوک ریٹ کا 2.5٪ بطورِ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے اور پرچون (Retail) کے تاجروں پر پرچون ریٹ کا 2.5٪ فرض ہے۔ (فیضان زکوۃ، ص:41، ملخصًا)

☆ زکوۃ کے طور پر سامان یا سونا چاندی کو ادا کرنا بھی جائز ہے۔ مثلاً کسی شخص کی کپڑے کی دکان ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کپڑے ہی بطورِ زکوۃ پیش کرے تو ایسا کر سکتا ہے، اِس صورت میں اِن کپڑوں کے مارکیٹ ریٹ کے برابر زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

(بہار شریعت، ج:1، ص:909)

زکوٰۃ کسے دینی ہے؟

وہ صحیح العقیدہ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی[1] اور فوری قرض کے علاوہ 612.36 گرام چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا سامان کا مالک نہ ہو اُسے زکوۃ دینا جائز ہے۔ **پیشہ وَر بھکاری عموماً مالکِ نصاب ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو مالِ زکوۃ دینا جائز نہیں۔**

نیت ضروری ہے، بتانا ضروری نہیں: زکوۃ کی ادائیگی کے لیے مال الگ کرتے وقت یا مستحق کو دیتے وقت دل میں زکوۃ ادا کرنے کی نیت ہونا ضروری ہے، مستحق کو بتانا ضروری نہیں کہ مالِ زکوۃ ہے۔ سفید پوش مستحق کو زکوۃ کے بجائے ہدیے وغیرہ کہہ کر دینا ہی مناسب ہے۔

مالک بنانا: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مستحق کو مالک (Owner) بنانا ضروری ہے؛ اِسی لیے زکوۃ کی رقم مسجد کو نہیں دی جاسکتی۔ زکوۃ کی رقم سے غریبوں کو واجب الادا قرض (Loan) دینا یا اُسے اِس قسم کے رِفاہی (Welfare) کاموں میں خرچ کرنا جائز نہیں۔

کن کو زکٰوۃ نہیں دے سکتے: اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی (اُصول) اور اولاد (فروع) کو زکوۃ نہیں دے سکتے۔ بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو زکوۃ نہیں دے سکتے۔ باقی رشتہ داروں کو زکوۃ دی جاسکتی ہے، بلکہ مستحق رشتہ داروں کو زکوۃ دینا دوسرے مستحقین کو دینے سے بہتر ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں (سادات اور دیگر بنو ہاشم) کو زکوۃ نہیں دے سکتے۔

بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی: جن حضرات کے بینک اکاؤنٹس ہیں اُنھیں چاہیے کہ خود اپنے مال کی زکوۃ ادا کریں، **بینکوں کا نظامِ زکوۃ درست نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے ذریعے ادائیگی یقینی نہیں ہوگی۔**

اہم وضاحت: وجوبِ زکوۃ کے لیے نصاب کی مقدار مالِ نامی ہونا ضروری ہے، حرمانِ زکوۃ کے لیے نصاب کا نامی ہونا ضروری نہیں۔ یعنی کسی شخص کے پاس بنیادی ضروریات کے علاوہ نصاب کی مقدار ایسا مال ہے جو بڑھنے والا نہیں تو وہ مستحقِ زکوۃ نہیں

---

1 جن چیزوں کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے۔

ہے، اگرچہ اُس پر زکوٰۃ فرض بھی نہیں۔ مثلاً زید کے پاس بنیادی ضرورت سے زائد ایسی پراپرٹی ہے جو بیچنے کے لیے نہیں، تو زید پر اگرچہ اِس پراپرٹی کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض نہیں، تاہم وہ دوسروں سے زکوٰۃ وصول بھی نہیں کر سکتا۔

دینی مدارس کو زکٰوۃ دینا: زکوٰۃ ادا کرتے ہوئے مدارسِ اہل سنت کو نہیں بھولنا چاہیے، دینی مدارس کو زکوٰۃ پیش کرنے میں غربا کی مدد بھی ہے اور دین کی خدمت بھی۔

پروردۂ آغوشِ نبوت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: زمانۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں دو بھائی تھے، ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر رہتے (اور علم حاصل کرتے)، جب کہ دوسرے کوئی کام کرتے تھے۔ پیشہ وَر (کام کرنے والے) بھائی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دوسرے کی شکایت کی (کہ یہ کام وغیرہ نہیں کرتے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ. ”شاید کہ تجھے بھی اِس (کی خدمت) کے سبب رزق دیا جاتا ہے۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 2345)

رمضان کی آمد پر خوشی اور دعا

ہر مسلمان کے دل میں رمضان المبارک کی محبت ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک میں رمضانِ کریم کی محبت کا نتیجہ تھا کہ رمضان پاک کی آمد پر خوشخبری بھی عطا کرتے، مرحبا اور خوش آمدید بھی فرماتے، نیز نئے چاند کی عمومی دعاؤں کے ساتھ ساتھ رمضان پاک کی خصوصی دعاؤں کا بھی سلسلہ ہوتا۔[1]

مبارک باد: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کریم کی آمد پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے: قَدْ جَاءَكُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ... ”تمہارے پاس ماہِ رمضان آگیا ہے، بابرکت مہینہ“، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے فضائل ذکر فرماتے۔[2] (مسند احمد، حدیث: 8991)

---

[1] یاد رہے کہ رمضان پاک یا دیگر اسلامی مہینوں کی خبر سنانے والے کے لیے جنت کی بشارت سے متعلق جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ مستند نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

[2] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُبَشِّرُ أَصْحَابَهُ: قَدْ جَاءَكُمْ رَمَضَانُ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، افْتَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَحِيْمِ، وَتُغَلُّ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ، فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ. (مسند احمد، 8991)

ایک روایت کے مطابق یوں فرماتے: أَتَاكُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ، أَتَاكُمْ سَيِّدُ الشُّهُوْرِ، فَمَرْحَبًا وَأَهْلًا... یعنی "تمہارے پاس ماہِ رمضان آگیا، تمہارے پاس تمام مہینوں کا سردار آگیا، رمضان کو خوش آمدید"۔(لطائف المعارف لابن رجب، ص:148)

خصوصی دعا: سیدنا عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں تعلیم فرماتے کہ رمضان المبارک کی آمد پر یہ کلمات کہیں: اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنِيْ مِنْ رَمَضَانَ، وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِيْ، وَتَسَلَّمْهُ مِنِّيْ مُتَقَبَّلًا ۔[1] یعنی "اے اللہ! مجھے ایسے عارضہ سے محفوظ رکھنا جو روزوں وغیرہ سے رکاوٹ بن جائے، اور رمضان کو میرے لیے محفوظ رکھنا (اس کے چاند سے متعلق کوئی شبہ پیدا نہ ہو) اور مجھے رمضان میں گناہوں سے بچائے رکھنا۔"(الدعاء للطبرانی، حدیث:912)

آمدِ رمضان پر کرنے کے کام

نبی کریم ﷺ کے ارشادات و معمولات سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کی آمد پر ہمیں یہ کام کرنے چاہئیں:

⟸ سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ اِس ماہِ مبارک میں بے شمار لوگوں کی بخشش ہوتی ہے، اگر سارے بخشے جائیں اور ہم اپنے کرتوتوں کی وجہ سے محروم رہ جائیں تو کتنی بڑی بدنصیبی ہوگی۔

⟸ رمضان المبارک نزولِ قرآنِ مجید کا مہینہ ہے، ہمیں چاہیے کہ صحیح تلفّظ کے ساتھ قرآنِ مجید پڑھنا سیکھیں اور اُس کی تلاوت و سماعت کا معمول بنائیں، نیز قرآنِ مجید کو سمجھ کر اُس کے احکام پر عمل کی کوشش کریں۔

⟸ غیر ضروری دنیاوی مصروفیات کو چھوڑیں اور اچھے اعمال میں اِضافہ کریں۔ ہم میں سے بے شمار ایسے ہوں گے جن کے معمولات میں رمضان المبارک کے دوران صرف یہی فرق پڑتا ہے کہ ناشتے کے بجائے سحری کرلیتے ہیں اور رات کے کھانے کی جگہ اِفطاری کرلیتے ہیں، کھانے کا وقت تبدیل ہونے کے علاوہ اُن میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

ہمارے آقا و مولا ﷺ کا انداز ذکر کرتے ہوئے اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ، وَكَثُرَتْ صَلَاتُهُ، وَابْتَهَلَ فِي الدُّعَاءِ، وَأَشْفَقَ مِنْهُ۔ یعنی جب رمضان شریف کا آغاز ہوتا تو (اللہ تعالیٰ کے خوف اور حقِ عبادت کے احساس سے) رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک بدل جاتا، آپ ﷺ کی نمازوں میں مزید اِضافہ ہو جاتا اور دعاؤں میں گڑگڑاتے اور عاجزی کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے۔(شعب الایمان، حدیث:3353)

---

[1] قَوْلُهُ: سَلِّمْنِيْ مِنْهُ، أَيْ لَا يُصِيْبُنِيْ فِيْهِ مَا يَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ صَوْمِهِ مِنْ مَرَضٍ أَوْ غَيْرِهِ۔ وَقَوْلُهُ سَلِّمْهُ لِيْ: هُوَ أَنْ لَا يُغَمَّ عَلَيْهِ الْهِلَالُ فِيْ أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ فَيَلْتَبِسَ عَلَيْهِ الصَّوْمُ وَالْفِطْرُ۔ وَقَوْلُهُ وَسَلِّمْهُ مِنِّيْ: أَيْ يَعْصِمُهُ مِنَ الْمَعَاصِيْ فِيْهِ۔ (النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، 2/395)

⟸ نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک کو صبر اور غم خواری کا مہینہ قرار دیا ہے؛ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ تمام مسلمانوں بالخصوص اپنے رشتہ داروں، ملازمین اور دیگر تعلق والوں کی خیر خواہی کریں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خوب مال خرچ کریں۔

⟸ علمِ دین جس قدر زیادہ ضروری ہے ہم اُتنے ہی زیادہ اُس سے غافل ہوتے جارہے ہیں، ہمیں چاہیے کہ رمضان المبارک کے بابرکت لمحات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے علمِ دین حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کریں... علمائے اہلِ سنت کی کتابیں پڑھیں، دروس وخطابات سنیں اور جو معلوم نہیں اُسے پوچھنے میں کوئی عار محسوس نہ کریں۔

یہ بھی یاد رہے کہ علمِ دین علما سے ہی حاصل ہو سکتا ہے، ہمارے ہاں سحری واِفطاری ٹرانسمیشن میں عموماً جو افراد دین سکھا رہے ہوتے ہیں وہ پروفیشنل لوگ خود علمِ دین سے بے خبر ہوتے ہیں، ایسے لوگوں سے دین سیکھنا فائدہ کے بجائے نقصان کا باعث ہوتا ہے۔

حرفِ آخر

کسی شے کو حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ اِس حوالے سے امام محمد غزالی علیہ الرحمہ نے بہت خوب صورت بات فرمائی، اُنھوں نے لکھا: کوئی بھی شے تب حاصل ہوتی ہے جب اُس کی طلب اور آرزو ہو، آرزو تب ہوتی جب اُس کا شوق ہو، شوق کے لیے ضروری ہے کہ انسان اُس شے کے بارے میں جانتا ہو اور اُس کی معرفت ہو۔[1]

جب ہم رمضان المبارک کی قدر جانیں گے تو ہمیں اِس کی برکتیں حاصل کرنے شوق پیدا ہو گا، پھر شوق اور چاہت کی برکت سے اللہ تعالیٰ اِس کی برکتیں سمیٹنے کی توفیق بھی عطا فرمائے گا، لیکن اگر خدانخواستہ ہم ایسا نہ کرسکے تو یہ بہت بڑی محرومی ہو گی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ہم سب کو رمضان المبارک میں نازل ہونے والی رحمتوں اور برکتوں میں سے وافر حصہ عطا فرمائے، نماز، روزہ اور زکوۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ دیگر ایسے کام کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے جن سے اُس کا قرب نصیب ہو۔ ربّ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی پوری اُمّت پر رحمت فرمائے، دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے اور اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] لِأَنَّ الشَّوْقَ بَعْدَ الذَّوْقِ، وَمَن لَّمْ يَذُقْ لَمْ يَعْرِفْ، ومَن لَّمْ يَعْرِفْ لَمْ يَشْتَقْ، ومَنْ لَّمْ يَشْتَقْ لَمْ يَطْلُبْ، وَمَن لَّمْ يَطْلُبْ لَمْ يُدْرِكْ، وَمَن لَّمْ يُدْرِكْ بَقِيَ مَعَ الْمَحْرُوْمِيْنَ فِيْ أَسْفَلِ السَّافِلِيْنَ، وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ۔ [الزخرف43:36] (احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج:3، ص:196، دار المعرفۃ بیروت)